روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 7 جون 2014ء 8 شعبان 1435 ہجری 7 احسان 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 129

مقصود مل گیا ہے

دیکھا ہے تیرا منہ جب چمکا ہے ہم پہ کوکب
مقصود مل گیا سب ہے جام اب لبالب
تیرے کرم سے یا رب میرا بر آیا مطلب
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

ارشادات عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

’’میں اُس مولیٰ کریم کا اس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اُس نے ایمانی جوش (دین) کی اشاعت میں مجھ کو اِس قدر بخشا ہے کہ اگر اِس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہٖ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں ...... اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اُس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور (دینی) مہمات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں۔ اِس کام پر اُس نے آپ مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے مَیں رُک نہیں سکتا...... اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اسی خدمت میں صرف ہو اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 35)

’’ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اِس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سِکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے (دعوت الیٰ اللہ) کریں اور اسی (دعوت الیٰ اللہ) میں زندگی ختم کردیں خواہ مارے ہی جاویں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 219)

’’اِس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں (دین) کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

’’میں خود جو اِس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اِس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔‘‘

پرہیزگاری اور تقویٰ

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء)

خدا کے بندے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’خدا کے بندے کون ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دی ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اور اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں...... سچا (۔) یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 364)

احباب اپنے مخلص اور ذہین بچوں کو وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ جمعہ 25/اپریل 2014ء

س: حضور انور نے مکرم محمود احمد شاہد صاحب مرحوم کا ذکر خیر کن الفاظ میں فرمایا؟

ج: فرمایا! یہ خادم سلسلہ خلفائے وقت کے سلطانِ نصیر اور خلافت کے لئے انتہائی غیرت رکھنے والے ہمارے پیارے بھائی مکرم محمود احمد شاہد صاحب تھے جن کو محمود بنگالی کے نام سے اکثر لوگ بھی جانتے ہیں پاکستان میں۔ اس وقت یہ آسٹریلیا جماعت کے امیر تھے اور وہیں بدھ کے روز 23/اپریل کو ان کی وفات ہوئی ہے۔

س: کون سے لوگ خوش قسمت اور جنتی ہوتے ہیں؟

ج: فرمایا! ہر انسان نے ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہے لیکن کتنے خوش قسمت ہیں وہ انسان جو اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب عہد کرتے ہیں تو عہدوں کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔

س: مکرم محمود احمد شاہد صاحب خلافت کی اطاعت کس طرح کرتے تھے؟

ج: فرمایا! وہ نبض کی طرح چلتے تھے۔ کبھی ان کے دل میں یہ انقباض نہیں پیدا ہوا کہ یہ حکم کیوں آیا اور اس طرح کیوں آیا۔ اپنی مرضی کے خلاف بھی ان کو اگر کوئی بات کہی جاتی تو فوراً اس کی تعمیل ہوتی تھی۔

س: مرحوم کی بیماری اور وفات کی کیا تفصیلات بیان ہوئی ہیں؟

ج: 22/اپریل کو مشن ہاؤس سڈنی میں نماز عصر کے لئے بیت کی طرف نکلے لیکن تھوڑا سا چل کے واپس گھر لوٹ آئے کہ طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ اور گھر پہنچتے ہی شدید برین ہیمبرج کا حملہ ہوا۔ شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض تو پہلے ہی تھے۔ ہسپتال لے گئے۔ وہاں وینٹی لیٹر پر ان کو رکھا گیا۔ ڈاکٹروں کی تو یہی رائے تھی کہ جس حصہ میں دماغ کے برین ہیمبرج ہے وہاں سے زندگی کی واپسی ممکن نہیں ہے لیکن بہر حال میں نے ان کو کہا کہ 24 گھنٹے کوشش کر لیں اس سے زیادہ نہیں۔ 24 گھنٹے کے بعد جب وہ مشین اتاری گئی تو دو منٹ بعد ہی آپ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

س: مکرم محمود احمد شاہد صاحب کا تعارف بیان کریں؟

ج: محمود احمد صاحب 18/نومبر 1948ء کو بنگلہ دیش کے ایک گاؤں چار دکھیہ ضلع چاند پور میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد مولانا ابوالخیر محمد محبّ اللہ اور والدہ کا نام زیب النساء تھا۔ ان کے والد ابوالخیر محمد محبّ اللہ صاحب نے 1943ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ یہ اپنے علاقے کے سب سے پہلے احمدی تھے۔ اور بڑے پائے کے عالم تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر مکرم محمود احمد شاہد صاحب کے والد نے آپ کو وقف اولاد کے تحت 1954ء میں وقف کیا۔ پھر 1962ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے اور 1974ء میں انہوں نے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔

س: مکرم مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ نے مرحوم کی زندگی کے بارہ میں کیا تبصرہ کیا ہے؟

ج: فرمایا! مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ کہتے ہیں کہ خاموش اور سلیقہ مند کام کرنے والے خادم سلسلہ تھے ساری عمر نہایت اخلاص اور وفا کے ساتھ اپنے فرائض بجالاتے رہے۔

س: عزیزوں اور رشتہ داروں سے مکرم محمود احمد شاہد صاحب کا حسن سلوک کس قسم کا تھا؟

ج: فرمایا! عزیزم مرحوم کی طبیعت میں سادگی اور خلوص اس قدر تھا اور اتنے خوش اخلاق اور ملنسار تھے کہ ہمسائے کے غیر از جماعت بچے اور خواتین بھی ان سے مانوس ہو جایا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کو یاد کرتے تھے۔ محمود احمد صاحب کا اپنے بھائیوں سے بہت شفقت کا تعلق تھا اپنے غریب رشتہ داروں کی خاموشی سے مدد کرتے رہتے تھے۔ بنگلہ دیش کی جماعت میں کچھ رقم ان کی امانت میں رکھی رہتی تھی جس سے وہ اپنی والدہ کی مستقل خدمت کرتے رہتے تھے۔ سب ان کے عزیز رشتہ دار بھی یہی کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ بڑا پیار کا تعلق تھا۔

س: صدر خدام الاحمدیہ بننے کے حوالہ سے مرحوم کا کون سا واقعہ بیان ہوا ہے؟

ج: فرمایا! 1979ء میں خدام الاحمدیہ کے شوریٰ میں صدر کا انتخاب ہوا۔ ووٹ کے لحاظ سے وہ پانچویں پوزیشن میں تھے۔ انتخاب کے بعد نماز فجر کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے انہیں فرمایا کثرت سے استغفار کرو اور درود پڑھو۔ اور اگلے روز یا اس دن شام کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کی بطور صدر منظوری عطا فرمائی۔

س: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مکرم محمود بنگالی صاحب کی بابت کیا بیان فرمایا ہے؟

ج: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے محمود بنگالی صاحب کی تعریف فرمائی کہ اطاعت میں اور دعائیں لینے میں یہ سب سے آگے نکل گئے ہیں۔

س: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کے خط کے جواب میں کیا ارشاد فرمایا؟

ج: فرمایا! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں انہوں نے بڑا ایک عاجزانہ خط بھیجا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جواب دیا کہ آپ نے خط میں خوامخواہ شرمندگی کا اظہار کیا ہے۔ شرمندگی کی کیا بات ہے۔ آپ نے بہت اچھا دور نبھایا ہے۔ بڑے مشکل حالات میں بڑی عمدگی، حکمت اور بہادری سے کام کیا ہے۔ اللہ مبارک کرے اسی لئے تو آپ کو انصار اللہ میں جانے کے باوجود خدمت کا موقع ملا۔ (ان کو ایک سال کی extention دی گئی تھی) اگر آپ نا اہل ہوتے تو ہرگز ایسا نہ کیا جاتا۔

س: مکرم محمود احمد شاہد صاحب کے دور صدارت میں خدام الاحمدیہ نے کن شعبوں میں نمایاں طور پر قدم آگے بڑھایا؟

ج: آپ نے اسیروں کی بھلائی اور بہبودی کے لئے اسیران ٹرسٹ قائم کیا۔ اسی طرح صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک ایمبولینس مخلوق خدا کی خدمت کے لئے چلائی گئی۔ بیوت الحمد سوسائٹی کے آغاز پر مجلس خدام الاحمدیہ نے بھاری عطیہ پیش کیا جس کے روح رواں مکرم محمود احمد صاحب بھی تھے۔ خدام الاحمدیہ کے کارکنان کے لئے کوارٹرز کی تعمیر کرنے کی خاطر زمین خریدی جس میں آپ نے ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا۔ پھر تراجم قرآن فنڈ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے گراں قدر عطیہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔ آپ نے پاکستان سے باہر خدام الاحمدیہ کی تنظیمی ترقی کے لئے کئی ممالک کا دورہ فرمایا۔

س: آپ کے دور کو خدا تعالیٰ نے کن تاریخی اعزازات سے نوازا ہے؟

ج: آپ کے دور کو خدا تعالیٰ نے کئی تاریخی اعزازات بھی عطا فرمائے۔ ہجری کیلنڈر کے لحاظ سے 14ویں اور 15ویں دونوں صدیوں میں اور اسی طرح جماعت کی پہلی اور دوسری دونوں صدیوں میں خدمت کی توفیق ملی۔ ان کے عہد میں ہی خدام الاحمدیہ اپنے پچاس سال پورے کر کے 51ویں سال میں داخل ہوئی۔

س: مکرم محمود احمد شاہد صاحب کی انکساری اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی شفقت کا واقعہ بیان کریں؟

ج: سلطان مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ محمود صاحب کہا کرتے تھے کہ جب مجھے صدر خدام الاحمدیہ بنے دو تین روز ہوئے تو میں بہت گھبرایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے قدموں میں بیٹھ کر بہت رویا اور اپنے مخصوص لہجے میں میں نے کہا۔ کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ اس پر حضور نے شفقت سے فرمایا کہ خلیفہء وقت جب فیصلہ کر لیتا ہے اور دعا کر کے فیصلہ کیا ہے تو بدلتا نہیں۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ جب مشکل ہو میرے پاس آ جانا۔ اور کہتے تھے کہ پھر میں نے خلفاء کی دعاؤں کو ہمیشہ اپنے سر پر ہی دیکھا۔

س: مکرم محمود بنگالی صاحب کا عاجزی کے حوالہ سے کون سا واقعہ بیان ہوا ہے؟

ج: فرمایا! ڈاکٹر مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن ہم دفتر میں بیٹھے کام کر رہے تھے کہ بہت دیر ہو گئی تو محمود صاحب کہنے لگے کہ کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ۔ کہتے ہیں میں گیسٹ ہاؤس گیا جو کھانا دارالضیافت سے معاونین کے لئے آیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ چند بچے کھچے ٹکڑے تھے۔ میں خالی ہاتھ واپس آیا اور بتایا کہ کچھ نہیں ہے۔ صرف چند ٹکڑے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ وہ بھی تبرک ہیں وہی لے آؤ۔ چنانچہ وہی ٹکڑے انہوں نے کھائے۔

س: مکرم خالد سیف اللہ صاحب قائم مقام امیر آسٹریلیا نے محمود بنگالی صاحب کی شخصیت کے متعلق کیا بیان کیا ہے؟

ج: فرمایا! خالد سیف اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ امیر صاحب مرحوم ایک ذہین انسان تھے۔ تعلق بنانے اور نبھانے کا فن خوب جانتے تھے اور اسے جماعت کے مفاد میں استعمال کرتے تھے۔ اس کے نتیجہ میں امیگریشن کا عمل پاکستانی احمدیوں کے لئے آسان ہو گیا اور آسٹریلیا کی جماعت جو آپ کے آسٹریلیا آنے پر صرف چند سو تھی اب ہزاروں میں ہو چکی ہے اور یہ ترقی کا سلسلہ جاری ہے۔

س: آسٹریلیا میں جماعتی ترقیات کے حوالہ سے مکرم محمود بنگالی صاحب کا کیا کردار بیان ہوا ہے؟

ج: نیشنل سیکرٹری تربیت آسٹریلیا عمران احسن صاحب کہتے ہیں کہ امیر صاحب 1991ء سے آسٹریلیا میں مشنری انچارج اور امیر جماعت کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپ کے دور میں بہت بڑے پراجیکٹس تکمیل کو پہنچے جبکہ جماعت ابھی بھی بہت تھوڑی تعداد میں ہے۔ پھر آپ کے دور میں وفاقی حکومت آسٹریلیا کی دونوں سیاسی جماعتوں سے امیگریشن کے معاملات میں بہت اچھے روابط قائم ہوئے۔

س: مکرم جاوید صاحب صدر جماعت وکٹوریہ اور مرحوم کی بیٹی نے آپ کی سادہ زندگی اور یادداشت کے متعلق کیا بیان دیا ہے؟

ج: امیر صاحب کے پاس پرانی سی گاڑی تھی مجلس عاملہ کے بار بار اصرار اور میری ذاتی درخواست پر بھی اچھی گاڑی نہیں لی اور ہمیشہ دوسرے مربیان کو اچھی گاڑیاں لے کر دیں اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ اسی طرح ان کی بیٹی نے لکھا ہے کہ جماعتی اخراجات پر بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے یادداشت بہت اچھی تھی۔ احباب جماعت کو ان کے ناموں سے یاد کرتے اور ان کی خوبیوں کو استعمال میں لانے کا خداداد ملکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہوا تھا۔

س: میلبورن کے اسامہ احمد صاحب کے تاثرات بیان کریں؟

ج: میلبورن سے اسامہ احمد صاحب کہتے ہیں کہ مولانا محمود احمد صاحب کا وجود ہم آسٹریلیا کے احمدیوں کے لئے ایک شفیق باپ کی طرح تھا۔ آپ آسٹریلیا کے تمام احمدیوں سے یکساں اور بلا امتیاز پیار اور شفقت اور محبت کا سلوک فرماتے تھے۔

س: مکرم محمود احمد شاہد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی کس خاص نصیحت کا ذکر کیا کرتے تھے؟

ج: کہتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجھے نصیحت کی تھی کہ دفتر میں کم سے کم بیٹھنا اور خدام

باقی صفحہ 8 پر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم عطاء القدوس عمر صاحب

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود کی اہمیت و برکات

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسیح موعود کے زمانہ میں پیدا کیا ہے اور احادیث میں آنے والے امام کے بارے میں ذکر تھا کہ وہ خزائن تقسیم کرے گا۔ یہاں تک کہ ان کو کوئی قبول نہیں کرے گا وہ خزائن علوم و معرفت اور وہ دقائق روحانیہ ہیں کیونکہ مادی مال و دولت تو ہر کوئی قبول کرتا ہے اور ان سے تو کوئی انکار نہیں کرتا یہ انکار روحانی علوم و معرفت کا ہے۔

حضور فرماتے ہیں: ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''جو مجھے دیا گیا وہ محبت کے ملک کی بادشاہت اور معارف الٰہی کے خزانے ہیں۔ جن کو بفضلہٖ تعالیٰ اس قدر دوں گا کہ لوگ لیتے تھک جائیں گے۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 566)

حضرت مسیح موعود کو عطا کئے گئے معارف دقائق روحانی اور آپ میں پائی جانے والی محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ کا اندازہ آپ کی تصنیف کردہ کتب سے ہوگا۔ آپ نے یہ کتابیں اردو، عربی اور فارسی میں تحریر کیں جب انسان الٰہی خزائن کو پڑھنے لگتا ہے۔ تو عشق الٰہی میں ڈوب جاتا ہے اور اس بات کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جو اس بحر میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ کا کلام روح پرور اور روحانیت سے پُر ہے۔ اگر دیکھا جائے تو چار قسموں پر مشتمل ہے۔

1۔ کتب و رسائل و اشتہارات جو آپ نے خود بغرض اشاعت تالیف فرمائیں۔

2۔ مکتوبات یعنی خطوط جو آپ نے خود اپنے دوستوں کو یا عزیزوں یا دیگر لوگوں کے نام ارسال فرمائے۔

3۔ ملفوظات جس سے مراد آپ کا وہ کلام ہے جو آپ نے کسی مجمع یا مجلس یا سیر وغیرہ میں بطریق تقریر گفتگو یا ارشاد فرمایا ہو اور لکھنے والوں نے اس وقت لکھ کر ڈائری میں محفوظ کرلیا ہو اور حضور کی زندگی میں شائع کر دیا ہو۔

4۔ روایات بھی ایک نوع کی ملفوظات ہیں مگر وہ ساتھ ساتھ ضبط میں نہیں لائی گئی بلکہ راویوں کے حافظہ کی بناء پر جمع کی گئی ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود مہدی دوراں ملفوظات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جوابات میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے ہیں اور بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلمبند ہو کر شائع کیا گیا باقی جس قدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے ہیں۔ عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں ان کے حال کے مطابق روح سے قوت پا کر تقریر کرتے تھے۔ مگر نہ اس زمانہ کے متکلموں کی طرح جن کو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور فسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لائق کریں۔ بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے ابلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ ان کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تھے بلکہ ان کو بیمار کو دیکھ کر اور طرح طرح کے آفات روحانی میں مبتلا پا کر علاج کے طور پر ان کو نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے ان کے اوہام کو رفع فرماتے تھے اور ان کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے۔ سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور ان کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور ان کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ باب تقریر کھلا رہتا ہے کیونکہ برائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اس کے روکنے کے لئے نصائح ضروریہ کی تیراندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پا کر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہونے کی حالت میں متصور ہے اور کسی حالت میں کماحقہٗ ممکن نہیں۔''

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 15 تا 17)

اسی طرح حضور نے اپنے رفقاء و دیگر احباب کو مختلف مواقع پر خطوط لکھے۔ یہ بہت اہمیت کے حامل ہیں ان میں حضور نے مختلف نصائح و تربیتی و فقہی امور اور دیگر متنوع مضامین کا تذکرہ کیا ہے۔ ان مکتوبات کو بھی پڑھنا ضروری ہے۔

پھر اشتہارات ہیں جو حضور نے مختلف امور کیلئے لکھے ہیں ان کا پڑھنا بھی ایک ضروری امر ہے۔

حضرت مسیح موعود اپنی تحریرات کی اہمیت سے خوب واقف تھے اور یہ تڑپ رکھتے تھے کہ جماعت کے دوسرے افراد بھی اس بے بہا خزانے سے اپنا اپنا حصہ لیں ایک دفعہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ وہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ جس کو علم نہیں ہوتا مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 361)

پھر فرمایا:

''وہ شخص جو ہماری کتب کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔''

(سیرۃ المہدی)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر میں سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر میں سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ کبر کا تم میں نہ ہوتا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔''

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 403)

آپ کی کتب کی اہمیت اس بات سے بھی لگائی جاسکتی ہے کہ آپ کے قلم سے وہی نکلتا تھا جو خدا کی رضا اور منشاء کے تحت ہوتا تھا۔ اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ:

''میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے قلم تھک جاتی ہے مگر جوش نہیں تھکتا، طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔''

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ نمبر 483)

اسی طرح حضور فرماتے ہیں کہ:

''اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے ہمارے مخالف دین پر شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رو سے خدا تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اس نے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور (دین) کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں میں کب اس میدان کے قابل ہوسکتا تھا یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے دین کی عزت ظاہر ہو۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 38)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں۔ جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔''

(ملائکۃ اللہ انوار العلوم جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 560)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول حضرت مسیح موعود کی بیعت کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے مرزا صاحب کو امام مانا، صادق سمجھا، بہت اچھا کیا لیکن کیا اس کی غرض و غایت کو سمجھا کہ امام کیوں آیا؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اس کا مقصد میری تقریروں سے مولوی عبدالکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسوں سے معلوم نہیں ہوسکتی اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہوسکتا ہے جو خود اس رسالت کے لانے والے کا بیان ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 314)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''اس زمانے کے مسائل کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے اور جو مکنون کا رنگ رکھتی ہے وہ حضرت مسیح موعود کی پیش کردہ تفسیر القرآن کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم اور احادیث نبویؐ کو سمجھنے کیلئے جو ہمارے لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں کتب حضرت مسیح موعود کا مطالعہ کریں مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کی اسی طرف توجہ نہیں ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع حضور کی کتب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مسیح موعود کی عبارتیں تو ذرا پڑھ کے دیکھیں کہ خدا کیا ہے؟ فرشتے کیا ہیں؟ آسمانی کتابیں کیا ہیں؟ اور انبیاء علیہم السلام کیا ہیں؟ مگر مخالفین احمدیت نے ان کے بارہ میں جو تصورات پیش کئے ہیں وہ ان کے پاسنگ بھی نہیں پہنچ سکتے، جو قرآن کریم اور سنت نبویؐ سے اخذ کر کے حضرت مسیح موعود نے اپنی پاک زبان میں ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں۔''

(خطبات طاہر جلد چہارم صفحہ نمبر 401)

پھر آپ فرماتے ہیں:

جب حضرت مسیح موعود کی تحریرات پر میں غور کرتا ہوں تو اس سے ملتی جلتی حدیثیں یاد آتی ہیں اور جب حدیثوں کو غور سے پڑھوں تو صاف سمجھ آتی ہے کہ یہ منبع تھا حضرت مسیح موعود کی حکمت کا وہ حدیثیں پڑھیں تو قرآن ان کا منبع نظر آتا ہے۔ غرض یہ کہ سلسلہ وار بندوں سے بات شروع ہو کہ خدا تک پہنچتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ 27 نومبر 1998ء)

(روزنامہ الفضل 8 مارچ 1999ء صفحہ 4)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''اب قلمی لڑائیوں کا وقت ہے اور چونکہ ہم قلمی لڑائیوں کے لئے آئے ہیں اس لئے بجائے لوہے کی تلواروں کے لوہے کی قلمیں ملی ہیں اور نیز کتابوں

کے چھاپنے اور دور دراز ملکوں تک ان تالیفات کے شائع کرنے کے ایسے سہل اور آسان سامان ہمیں میسر آگئے ہیں کہ گزشتہ زمانوں میں سے کسی زمانہ میں ان کی نظیر نہیں پائی جاتی ...... ایسا ہی وہ تالیفات جن کا دور دراز ملکوں میں پہنچانا مدت ہائے دراز کا کام تھا وہ تھوڑے ہی دنوں میں ہم دنیا کے کناروں تک پہنچا سکتے ہیں اور اپنی حجت بالغہ سے تمام قوموں کو مطلع کر سکتے ہیں۔“

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 93)

حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو ایک ضروری نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وہ لوگ جو اشاعت اور (دعوت الی اللہ) کے واسطے باہر جاویں وہ ایسے نہ ہوں کہ الٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اور کا اور ہی بناتے رہیں اور بات تو کچھ ہو اور سمجھانے کچھ اور لگ جائیں۔ دوسروں کو تو ہمارے دعویٰ سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کبھی پڑھا بھی نہ ہو۔ اس طرح سے ہی تحریف ہوا کرتی ہے۔“

(ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 328)

آپ ایک افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”بعض لوگ بباعث نابینائی اور نہایت کم توجہی کے دین اور دینی کتابوں کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور حقائق اور معارف کے موتیوں کو کوڑیوں کے مول پر بھی لینا نہیں چاہتے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 335)

آپ کی کتب نہ پڑھنے کا جو نقصان ہوتا ہے اس کا ذکر حضور ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:

”ہماری جماعت میں بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں۔ جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے اور بعض حالات مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔“

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 206)

آج کے اس دور ظلمت میں اگر کوئی چیز دنیا کو قرآن وسنت سے صحیح راستہ دکھا سکتی ہے، عالم گیر دنیا کو امن کا چہرہ دکھا سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت مسیح موعود کی کتب ہیں جو قرآن وسنت و حدیث کی تشریحات سے پُر اور لطیف معارف کے تیر ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

”میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میری قلم سے قرآنی حقائق اور معارف چمک رہے ہیں اور تمام دنیا میں تلاش کرو کہ کیا کسی عیسائیوں میں سے یا سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے کسی اور فرقہ میں سے کوئی ایسا آسمانی نشان دکھلانے اور معارف اور حقائق بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔“

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 267)

پس قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ بار بار ان کتب کو پڑھا جائے تاکہ دعوت الی اللہ کے ہتھیاروں سے ہم حقیقی طور پر لیس ہوسکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور کی ہر تحریر کا بغور مطالعہ کرنے والے ہوں اور ہم اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے برکتوں کے سامان جمع کرنے والے ہوں۔ آمین

☆...........☆...........☆

مکرم صادق احمد لطیف صاحب مربی سلسلہ

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کا 29واں جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کا 29واں جلسہ سالانہ مورخہ 27,28,29 دسمبر 2013ء کو جماعت احمدیہ کی اپنی سائٹ مہدی آباد میں بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ جلسہ کا افتتاح مکرم عبد القیوم پاشا صاحب امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے لوائے احمدیت لہرا کر کیا۔ دوران جلسہ حسب روایت جماعت احمدیہ نماز تہجد باجماعت، درس قرآن وحدیث کا باقاعدہ انتظام رہا اور احباب بڑے ذوق و شوق سے ان میں شامل ہوتے رہے۔ امسال جلسہ کا مرکزی موضوع تھا ”عالمی بحران اور امن کی جانب ایک راستہ“۔ اس موضوع پر محترم Fofana Mamadou صاحب نے جلسہ کے دوسرے اجلاس میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس اجلاس میں اعلیٰ سرکاری وغیر سرکاری حکام، معززین شہر اور مختلف مذہبی رہنماؤں کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ اجلاس کے بعد تمام مہمانوں کو جلسہ سالانہ کے موقع پر لگائی جانے والی نمائش کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور حضور انور کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace فرنچ زبان میں سب کو تحفۃً دی گئی۔ نیز Humanity First کے مختلف projects کا بھی تعارف کروایا گیا۔ خدمت خلق کے میدان میں جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو تمام مہمانان گرامی نے بہت سراہا۔ امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام ایک Blood Donation Camp کا بھی انعقاد کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے ذریعہ 116 بوتلیں خون کا عطیہ اکٹھا کیا گیا۔ جلسہ کے دوران مختلف دیگر موضوعات پر بھی تقاریر کی گئیں۔ مکرم امیر صاحب نے ”ایک پاک اور بھائی چارہ پر مبنی احمدی سوسائٹی کا قیام“، مکرم Bapina Amidou صاحب صدر خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ نے ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“، مکرم Dramane Ouattara صاحب نے ”احمدیت، (دین) کا احیائے نو“، مکرم Diallo Siriki صاحب نے ”آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و درگزر“، مکرم Ballo Ahmad صاحب نے ”احمدیت کیا ہے؟“ اور مکرم رضوان احمد شاہد صاحب نے ”تحریک جدید اور مالی قربانی کی اہمیت“ کے عناوین پر سیر حاصل تقاریر کیں۔

جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس میں تقریب تقسیم اسناد و انعامات منعقد ہوئی۔ جس میں پہلی بار قرآن مجید کا دور ختم کرنے والوں اور تعلیمی میدان میں معیاری کارکردگی دکھانے والوں کو انعامات سے نوازا گیا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ قادیان کا خطاب جلسہ گاہ میں Live سنایا گیا۔ گویا امسال جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ کا اختتام بھی حضور انور کی دعا پر ہوا۔

امسال جلسہ سالانہ میں تمام ریجنز سے نو مبائعین نے بھی کثرت سے شرکت کی۔ جلسہ سالانہ کی کل حاضری 4 ہزار 750 رہی۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 مارچ 2014ء)

☆...........☆...........☆

مکرم حکیم قاضی نذر محمد صاحب

درخت سہانجنہ کی افادیت

سہانجنہ جس کو سندھی میں سہانجڑو اور بنگالی میں سوجنہ یا سجنہ کہتے ہیں۔ اس کی اونچائی 20 سے 40 فٹ تک ہوجاتی ہے۔

یہ ہندوپاکستان، برما اور لنکا میں عام پایا جاتا ہے اس کی ٹہنیوں سے باریک شاخیں نکلتی ہیں جن پر چھوٹے چھوٹے پتے ایک دوسرے کے مقابل پر لگتے ہیں۔ اس کو لگنے والی پھلیاں انگلی برابر موٹی اور ایک فٹ سے بھی لمبی ہو جاتی ہیں۔ جو ماہ مئی کے آخر تک پک جاتی ہیں۔ اگر اس کا اچار بنانا ہو تو اپریل کے آخر یا شروع مئی میں بنائیں جب یہ ابھی نرم ہی ہوں۔ پھلیوں سے تکونے بیج نکلتے ہیں۔ بیجوں سے تیل بھی نکالا جا سکتا ہے یہ تیل بے بو بے ذائقہ اور مدت تک پڑا رہنے سے بھی خراب نہیں ہوتا۔ چکناہٹ کم ہوتی ہے اس لئے گھڑی کے پُرزوں کے لئے کارآمد ہے۔ پھول کا رنگ عام طور پر سفید ہوتا ہے لیکن سرخ رنگ والا پھول بھی ہوتا ہے۔

مزاج تیسرے درجہ میں گرم خشک ہے اس کے پھل پھول پتے اور جڑ سرد تر مزاجوں میں کمال اثر رکھتے ہیں۔ مقدار خوراک تخم ایک ماشہ (ایک گرام) پھل یا جڑ کا اچار ایک تولہ (دس گرام)

کاشت کا طریقہ

شروع جون میں پھلیاں پک کر خشک ہوجاتی ہیں ماہ جون میں خشک پھلیوں سے بیج نکال کر کھیلیوں پر ایک ایک فٹ کے فاصلے پر بیج لگا کر اتنا پانی دیں جس کا رتج بیجوں تک پہنچے ہفتہ عشرہ تک بیج اُگ جائیں گے۔

پرانے بیجوں کی بجائے نیا بیج اچھا اگاؤ دیتا ہے بیج لگاتے وقت تھوڑا ہاتھوں میں مسل کر لگائیں۔ جڑی بوٹیوں سے صاف رکھیں۔ آخر اکتوبر میں جڑوں سے نکالیں جڑ تقریباً عام مولی کے برابر ہوتی ہے۔ اگر درخت بنانا مقصود ہو تو بیج گملے میں بوئیں اور مناسب جگہ پودا منتقل کریں۔

اچار بنانے کا طریقہ

اپریل آخر یا شروع مئی میں پھلیاں اچار بنانے کے قابل ہوجاتی ہیں نرم پھلیاں دھو کر صاف کرلیں اور چھوٹی انگلی برابر کاٹ لیں نمک مرچ اور ہلدی مناسب مقدار میں ڈال کر ہلا دیں اور برتن میں ڈال کر ڈھانپ دیں تین چار دن صبح شام اچھی طرح نیچے تک ہلاتے رہیں۔ چوتھے دن پھلیوں کا چھوڑا ہوا پانی نکال کر چارپائی پر کپڑا بچھا کر اوپر پھلیاں ڈال کر خشک کرلیں پھر جار میں ڈال کر سرسوں یا کھانے کا اتنا تیل ڈالیں کہ اچار ڈوب جائے۔ چند دن بعد استعمال میں لاویں۔

جڑ یعنی مولی کا اچار بنانے کا طریقہ

آخر اکتوبر میں سہانجنہ کی جڑ (مولی) بازار میں آجاتی ہے۔ مولی اچھی طرح دھو کر صاف کریں اور دو دو انچ کے ٹکڑے بنا کر چھوٹی انگلی برابر کاشیں بنالیں مناسب مقدار نمک مرچ اور ہلدی ملا کر برتن میں ڈال دیں تین چار دن نیچے تک اچھی طرح ہلاتے رہیں۔ پھر اچار کا چھوڑا ہوا پانی نکال کر اچھی طرح خشک کر کے جار میں ڈال کر تیل سرسوں یا کھانے کا تیل ڈال دیں بس اچار تیار ہے اور کھانے کے قابل ہے۔

وائی بادی اور بلغمی مزاج یا معدہ کے مریضوں کے لئے بہترین ہے۔

تقویت معدہ کے لئے ایک نسخہ

پودینہ پتے۔ اجوائن دیسی۔ سنڈھ۔ نمک سیاہ ہر ایک پچاس گرام۔ مرچ سیاہ 10 گرام۔ ہینگ اصلی 10 گرام کوٹ چھان کر سہانجنہ کے پتوں کے پانی کی مدد سے سفید چنے برابر گولیاں بنائیں۔ مقدار خوراک ایک سے دو گولی ہمراہ پانی کسی وقت بھی کھائیں۔

فوائد

تبخیر معدہ، مراق، ریح، گیس، قبض، اپھارہ، ڈکاریں، گھبراہٹ، پیٹ درد، معدہ کی جلن، درد ورم معدہ، کیل چھائیاں، مٹاپا، سانس پھولنا، کولیسٹرول کی زیادتی، بدن میں دردیں اور تھکاوٹ وغیرہ میں مفید ہے۔ ایسی تکالیف والوں کو وائی بادی، کھٹی اور ٹھنڈی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مکرم نجیب اللہ ایاز صاحب

جاپانیوں کی مذہبی زندگی پر ایک نظر

جاپان میں 3 مذہبی فلسفے پائے جاتے ہیں جن میں سرِفہرست شنٹو ازم اور بدھ ازم ہیں۔ گو کہ جاپانیوں کا ان کی طرف رجحان بالکل نظر نہیں آتا تاہم ان کی روایات اور کلچر میں ان فلسفوں کا عمل دخل آج بھی موجود ہے۔ ایک جائزہ کے مطابق جاپان کی آبادی کے 85 فیصد لوگ شنٹو ازم اور بدھ ازم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ جاپانی لوگ Dual Faith کی صورت میں ان دونوں فلسفوں کو بیک وقت تسلیم کرتے ہیں۔ ایک اور فلسفہ کنفیوشس ازم کا ہے لیکن جاپان میں کنفیوشس ازم کو علیحدہ تصور نہیں کیا جاتا بلکہ بدھ ازم کا حصہ جانا جاتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جاپان میں ان تینوں فلسفوں کو مذہب کے طور پر تصور نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کو کلچر کا ایک حصہ جانا جاتا ہے۔ 2005ء میں جاپان کے ایک مقبول اخبار 'ڈیلی یومی اوری' (Daily Yomiuri) نے مذہب کے متعلق لیا گیا ایک جائزہ شائع کیا، جس میں 85 فیصد لوگوں نے شنٹو ازم اور بدھ ازم کو مذہب کی بجائے اپنے کلچر کا ایک حصہ بیان کیا۔ جبکہ صرف 23 فیصد افراد نے ان کو مذہب کے طور پر تسلیم کیا۔

شنٹو ازم

شنٹو ازم جاپان کا قدیم اور ثقافتی مذہب ہے۔ معلوم تاریخ کے مطابق شنٹو ازم جاپان کی ایک قدیم نسل یاماٹو کا قومی مذہب تھا۔ جس کی بنیاد مناظر فطرت پر مبنی تھی۔ آہستہ آہستہ جب یہ قوم جاپان پر حاکم ہوئی تو مرکزی اور بیرونی نظام کو مستحکم کرنے کے لئے اس کو پھیلایا گیا۔ شنٹو ازم کی کوئی مبینہ مذہبی کتاب نہیں ہے نہ ہی اس کی کوئی معین تعلیم نظر آتی ہے۔ موجودہ شنٹو ازم میں جن کتابوں کو اوتار کا درجہ دیا جاتا ہے ان میں سب سے پہلی کتابیں 'کوجیکی' (Record of Ancient Matters) جو 712ء میں لکھی گئی اور 'نی ہون شوکی' (Chronicles of Japan) جو 720ء میں لکھی گئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کتابیں اس وقت کے شہنشاہ یاسومارو (yasomaro) کی ہدایت پر لکھی گئیں جس کی ایک وجہ جاپان میں بدھ ازم کی آمد قرار دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً 20 کتابیں اوتار کے طور پر شمار کی جاتیں ہیں جن میں مختلف وقتوں کے مختلف شہنشاہوں کے کارنامے اور اس دور کے حالات درج ہیں۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ شنٹو ازم کی مذہبی احکامات پر مشتمل کوئی کتاب نظر نہیں آتی یہ ساری کتابیں جن کا میں نے ذکر کیا ان سب میں جاپان کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ ان میں کسی قسم کے کوئی احکامات پر تعلیم نظر نہیں آتی۔

دوسری جنگ عظیم میں بدترین شکست کھانے کے بعد جاپان میں شہنشاہیت کو بچانے اور اس فلسفہ کو زندہ رکھنے کے لئے شاہی خاندان کی پشت پناہی میں شنٹو فلسفہ اور احکامات پر مبنی بہت سی کتابیں لکھیں گئیں۔

(بحوالہ 'گندائی شی' (Modern History of Japan) مطبوعہ 1961ء)

شنٹو ازم کائنات کی ہر ایک چیز میں خدا کے ہونے کا، اور اپنے تئیں محفوظ رکھنے کے لئے ان کی پوجا کی جانے کا تصور پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے اسلاف کی ارواح کی پوجا کرنے کا تصور بھی اسی حکمت کے تحت پیش کرتا ہے کہ وہ بھی انسان کی حفاظت پر مامور ہیں۔ ہر ایک مقام کی ہر ایک چیز کی حفاظت کرنے کے لئے اس مقام کا یا اس چیز کا خدا موجود ہے جن کی پوجا کرنا انسان پر فرض ہے۔ مقامی خداؤں کو خوش کرنے اور ان کی پوجا کرنے کے لئے جاپان میں سینکڑوں دعائیہ فیسٹیول کئے جاتے ہیں۔ گو آج انہیں ایک کلچرل ایونٹ کے طور پر مذہبی رنگ نہیں دیا جاتا لیکن ان کی بنیاد شنٹو ازم کا ہی فلسفہ ہے۔ یاماٹو نسل نے اپنے حکومتی نظام کو مستحکم کرنے کے لئے ایک نیا فلسفہ بھی پیش کیا کہ 'شہنشاہ جاپان مقدس روح ہے اور تمام قوتوں کا منبع ہے' یہ فلسفہ بھی شنٹو ازم کے بنیادی فلسفوں میں شمار ہوتا تھا۔ بعد ازاں 1946ء میں شہنشاہ ہیرو ہیٹو (HiroHito) نے اپنے انسان ہونے کا اعلان کیا جس سے اس فلسفہ کو رد کر دیا گیا۔ جاپانی معاشرہ میں شنٹو ازم کا عمل دخل آج بھی موجود ہے جیسے کہ نئے سال کے موقع پر شنٹو ٹیمپل پر دعا کر کے سال نو کا آغاز، بچے کی پیدائش اور وفات سے متعلقہ رسومات، ہر ٹیمپل سے تعلق رکھنے والے سالانہ تہواروں میں شرکت اور قدرتی مناظر میں سے خاص طور پر موسم بہار میں پھول دیکھنے جانا جیسی رسومات اسی مذہبی پس منظر سے تعلق رکھتی ہیں۔

بدھ ازم

شنٹو ازم اور جاپان کی قدیم تاریخی کتاب 'نی ہون شوکی' (Chronicles of Japan) جو 720ء میں لکھی گئی کے مطابق بدھ ازم 552ء میں چین سے جاپان میں داخل ہوا۔ شہنشاہ 'کن مے' Kinme (539-571) نے اپنے وزراء یا درباریوں سے بدھ ازم کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے بارہ میں رائے لی تو شنٹو ازم کے priests نے بدھ ازم کی سخت مخالفت کی، لیکن تاجروں اور سیاستدانوں نے یہ موقف پیش کیا کہ جاپان کے مغرب میں واقع تمام ممالک بدھ ازم کو تسلیم کر چکے ہیں، ہم لوگ اس کا اثر قبول کئے بغیر کس طرح نظم و نسق چلائیں گے۔ ان میں سے بھی سوگا نوای نامے Sogano Iname (506~575ء) نامی شخص جو Katsuragi ریاست کا حکمران تھا نے بدھ ازم میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ شہنشاہِ وقت نے اس بات کو قبول کر لیا اور ایک ٹیمپل تیار کر کے اس میں چین سے آئی ہوئی مورتیاں رکھوا دیں۔ چند سالوں بعد جاپان بھر میں ایک مہلک بیماری پھیل گئی اور کثرت سے اموات ہوئیں، اس پر جاپانی عوام نے یہ تاثر لیا کہ غیر ملکی مذہب اور خدا کو ماننے کا نتیجہ ہے کہ ہمارے خدا ہم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس کے ردعمل میں انہوں نے بدھ ازم کے اس ٹیمپل کو آگ لگا دی اور مورتیاں پھینک دیں۔

اس پر سوگا نوای نامے کی اولاد نے مسلح جدوجہد شروع کر دی اور ملک میں خانہ جنگی کا آغاز ہو گیا۔ اس کے بعد ایک شہزادہ Shoutoku نے بدھ ازم قبول کر لیا اور باقاعدہ سوگا نوای نامے کی اولاد کی مدد کرنی شروع کی۔ shoutoku کے بدھ ازم قبول کرنے کے بعد جاپان کے تاریخی علاقہ Nara میں بدھسٹ ٹیمپل تعمیر کیا جو اس وقت بھی جاپان کے قدیم ترین ٹیمپلز میں سے ایک ہے۔ نیز اس نے چین سے آنے والی تین کتب کا جاپانی ترجمہ کروا کے تفسیر شائع کی۔ جس کے ساتھ ہی جاپان میں بدھ ازم رائج ہونا شروع ہوا۔

گویا یہ پہلا شخص تھا جس نے جاپانی قوم کو باقاعدہ مذہب اور اخلاقی تعلیم سے روشناس کروایا۔ ان کتب اور تعلیمات کی روشنی میں جاپان کا پہلا آئین تیار ہوا جس میں سترہ معروف نکات شامل تھے۔ اس کے بعد بدھ ازم اور جاپان کا ملکی نظام لازم و ملزوم ہو گئے اور جاپانی معاشرہ اور ثقافت میں باقاعدہ عمل دخل شروع ہو گیا۔

840ء میں جاپان میں بدھ ازم اپنے عروج کو پہنچ گیا اور پہلے سے موجود شنٹو ازم کی وجہ سے dual faith کے تصور نے بھی ایسی جڑ پکڑی کہ سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود ابھی تک یہ ویسے کا ویسا ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا، جاپانی سیاست میں بدھ ازم کا عمل دخل بھی زور پکڑنے لگا اور سیاسی فیصلے بدھسٹ priests کے مرہون منت ہونے لگے۔

Kanmu بادشاہ نے اپنے دورِ بادشاہت میں کچھ لوگوں کو بدھ ازم کی اصلی تعلیم کے حصول کیلئے چین بھجوایا، جن کی واپسی کے بعد جاپان میں بدھ ازم فرقہ واریت نے جنم لیا۔

840ء کے بعد بدھ ازم نے ایک نئی صورت میں جنم لیا اور باقاعدہ ایسے اصول مرتب کئے گئے جن کے نتیجہ میں مذہب کو سیاست سے الگ کیا گیا۔ اس کے بعد ایسی مختلف سوچوں نے جنم لیا کہ اِس وقت جاپان میں بدھ ازم کے تیرہ مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں جن کے اندر فرقوں کی تعداد پچاس سے زائد ہے۔

اس وقت بھی جاپانی معاشرہ میں بچہ کی پیدائش سے لے کر وفات تک بہت ساری رسومات ایسی ہیں جن میں بدھسٹ تعلیمات کا اثر نظر آتا ہے۔ اور یہ روایات ایسی راسخ اور ملی جلی ہیں کہ بعض دفعہ تفریق کرنی مشکل ہو جاتی ہے کہ کہاں سے شنٹو ازم کی حدود ختم ہوتیں اور بدھ ازم کی شروع ہوتی ہیں۔

کنفیوشس ازم

کنفیوشس ازم 512ء میں چین سے جاپان میں داخل ہوا۔ جاپان میں اس کو فوری پذیرائی ملنی شروع ہوئی اور بچوں کی تعلیمی ضروریات کے لیے کنفیوشس کی اخلاقی تعلیم سے مدد لی جانے لگی۔ Tenchi بادشاہ کے دور میں جاپان کے حکومتی اور فوجی اداروں کی تربیت کے لیے بھی کنفیوشس کی تعلیمات پڑھائی جانے لگیں۔ جب بدھ ازم نے ریاستی سرپرستی حاصل کر لی تو اس کے ساتھ ہی کنفیوشس ازم کے زوال کا آغاز ہوا۔

لمبے عرصہ کے بعد 1199ء میں کنفیوشس کے بارہ میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے 250 کے قریب کتب چین سے منگوائی گئیں اور کنفیوشس ازم اور بدھ ازم باہم ملنا شروع ہو گئے۔ آج بھی بدھ ازم کی تعلیمات میں کنفیوشس کی اخلاقی تعلیم کے نمونے جگہ جگہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس وقت جاپان میں کنفیوشس ازم کی کوئی علیحدہ شناخت نظر نہیں آتی لیکن بدھ ازم، شنٹو ازم کی تعلیمات کے تمام اخلاقی نمونے اور کنفیوشس کی تعلیمات سے لئے گئے ہیں۔

طاؤ ازم

طاؤ ازم چینی اور جاپانی مذاہب میں سے سب سے قدیم مذہب ہے۔ جس کے فلسفہ کی بنیاد فطرت اور قدرت پر ہے۔ اس کا فلسفہ کسی حد تک شنٹو ازم سے ملتا ہے۔ چینی لوگوں کی معاشرتی زندگی، اخلاقیات اور موجودہ مذاہب میں طاؤ ازم کی جڑیں بہت گہری نظر آتی ہیں۔ اور گو کہ یہ مذہب اپنی الگ پہچان کے طور پر زیادہ موثر نہیں ہے لیکن دیگر مذاہب اور اخلاقیات میں ضم ہو چکا ہے۔ اس مذہب میں وحی کا تصور بھی موجود ہے اور اس کا سب سے قدیم ٹیمپل چین کے ایک مشہور پہاڑ Mount Tai پر واقع ہے۔

اس مذہب کو جاپان میں پذیرائی نہیں مل سکی اس کی وجوہات میں سے ایک نمایاں وجہ یہ بھی ہے کہ جاپانی کلچر میں شنٹو ازم کی ایسی چھاپ موجود ہے کہ طاؤ ازم کا اس کے سامنے ٹھہرنا ممکن نہ رہا۔

عیسائیت

جاپان میں عیسایت کا داخلہ 1549ء میں ہوا جب سپین کا ایک عیسائی پادری Francisco de Xavier اپنے ساتھیوں کے ساتھ براستہ ہندوستان جاپان میں داخل ہوا۔ جاپانیوں نے عیسائیت کے جاپان میں داخل ہونے پر سخت

مزاحمت کی۔ Oda Nobunaga جو موجودہ آئی چی پریفکچر کا حکمران تھا اور اُس وقت owari no kuni کہا جاتا تھا، نے عیسائیوں کو پناہ دے کر کام کرنے کی اجازت دی۔ جب عیسائیوں کی تعداد کچھ بڑھنی شروع ہوئی تو انہوں نے بدھسٹ اور شنٹوازم کے مذہبی لیڈروں سے لڑائی جھگڑے کا آغاز کر دیا اور عیسائیوں نے ان پر مذہبی تشدد بھی کیا۔ Oda Nobunaga کی وفات کے بعد Toyotomi Hideyoshi حکمران بنے اور انہوں نے عیسائیت کی تبلیغ پر پابندی لگا کر سخت سزائیں دیں۔

جاپان میں یہ مذہبی پابندیاں 18ویں صدی تک برقرار رہیں۔ شہنشاہ میجی (1912-1868ء) کے دور میں جاپان میں مذہبی آزادی نصیب ہوئی اس کی بظاہر وجہ یہ تھی کہ جرمنی کا اتحادی ہونے کی وجہ سے تجارتی لین دین کا آغاز ہوا اور جرمنی سے آنے والے عیسائی پادریوں کو تبلیغ کی اجازت دی گئی۔ لیکن 1889ء میں جاپانی قوانین میں ترمیم کے بعد ملکی سطح پر ہر مذہب کو آزادی دے دی گئی۔ اس وقت بے پناہ کوششوں اور ہزاروں چرچ تعمیر کرنے کے بعد بھی جاپان میں عیسائی کل آبادی کا 0.8 فیصد ہیں۔

اس وقت جاپان میں 9330 عیسائی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ آفیشل چرچز کی تعداد 8 ہزار سے زائد ہے جبکہ 16 ہزار سے زائد پادری مصروف عمل ہیں، لیکن عیسائیت ہمیشہ اس بات پر افسوس کرتی ہے کہ بے پناہ کاوشوں کے باوجود بھی وہ سوائے چند کے جاپانیوں میں سے ایسے عیسائی پیدا نہیں کر سکے جو عیسائیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں اور دیگر جاپانیوں کو عیسائیت کی طرف راغب کر سکیں۔

اسلام

بیسویں صدی کے آغاز میں پہلے مسلمان سیّاح علی احمد جرجاوی جریدہ الارشاد جاپان پہنچے انہوں نے اپنی کتاب ''الرحلۃ الیابانیۃ'' میں لکھا ہے کہ مشہور چینی مسلمان سیّد سلیمان کے ہمراہ وہ ٹوکیو گئے اور ہندوستان کے ایک عالم سے مل کر تینوں نے اسلام پر تقریروں کا سلسلہ شروع کیا جس کے نتیجہ میں بہت سے جاپانیوں نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت جاپان میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے جن میں سے دس ہزار سے زائد پاکستانی ہیں۔

جاپانی قوم تک دین کا پیغام پہنچانے کیلئے ہماری ذمہ داریاں

سیّدنا حضرت مسیح موعود کو جاپان میں دعوت الی اللہ کا خصوصی خیال وسط 1902ء میں اُس وقت آیا جب پریس میں یہ خبریں شائع ہوئیں کہ جاپان میں ایک مذاہب عالم کانفرنس کا انعقاد زیر غور ہے اور جاپانی (دین) کی طرف راغب ہیں۔ حضور نے فرمایا:

''اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب (دین) پیدا کر دے گا''

(الحکم 31/اگست 1905ء صفحہ 6)

جاپانیوں کو دعوت الی اللہ کرنے کا طریق سکھاتے ہوئے ایک موقع پر حضور نے فرمایا:

''جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔ چاہیے کہ اس جماعت میں سے چند آدمی اس کام کے لیے تیار کیے جائیں جو لیاقت اور جرأت والے ہوں اور تقریر کرنے کا مادہ رکھتے ہوں''

(بدر 24/اگست 1905ء)

اسی طرح آپ نے جاپانی زبان میں ایک ایسی کتاب کی اشاعت کی خواہش ظاہر فرمائی جو جامع رنگ میں (دینی) تعلیم کی خوبیوں پر مشتمل ہو۔ اس بارہ میں آپ نے فرمایا کہ:

''کسی فصیح و بلیغ جاپانی کو ایک ہزار روپیہ دے کر اس کا ترجمہ کروایا جائے اور پھر اس کا دس ہزار نسخہ چھاپ کر جاپانیوں میں شائع کر دیا جائے''

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 20، 22)

حضرت مصلح موعود نے جاپانی قوم کو دعوت الی اللہ کیلئے ایک بہترین اصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

''نیک عمل نیک قول سے بہتر ہے اور عملی (دعوت الی اللہ) قولی (دعوت) سے بہتر ہے اور نیک ارادہ ان دونوں امور میں انسان کا ممد ہوتا ہے۔''

(جاپان کے پہلے مربی مولوی عبدالغفور صاحب کو حضور کی نصائح)

اسی طرح (دعوت الی اللہ کے) میدان میں کامیابی کا ایک اور گُر بتاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

''(دعوت) میں سادگی ہو۔ (دین) ایک سادہ مذہب ہے خوامخواہ فلسفوں میں نہیں الجھنا چاہیے۔''

(جاپان کے پہلے (مربی) مولوی عبدالغفور صاحب کو حضور کی نصائح)

جاپان کی مذہبی تاریخ کے مطالعہ سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ جاپانی لوگ بیرون مذاہب اور خصوصاً الہامی مذاہب کو قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ کیونکہ شنٹو ازم کا بنیادی فلسفہ اس عقیدہ سے ٹکراتا ہے اور شنٹوازم جاپانی قوم کی زندگی میں بہت گہرائی تک پہنچا ہوا فلسفہ ہے، جو بدھ ازم اور کنفیوشس ازم کی آمد اور اثرات کے باوجود بھی نکل نہیں سکا۔

حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ فطرتاً جاپانی قوم ایک عمدہ مذہب کی تلاش میں ہے اور اگر کوئی مذہب عمدگی کے ساتھ ان کے سامنے پیش کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ قوم اسے قبول نہ کرے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نہایت گہرے علوم پر مشتمل خزانہ ہے، اگر ایسی عظیم الشان کتاب کو مختصر تفسیری شکل میں اس قوم کے سامنے پیش کیا جا سکے کہ جس کے نتیجہ میں اس قوم کے سامنے (دین) کی ایک مکمل تصویر کا نقشہ آتا ہو تو یقیناً یہ (دین) کے قبول کرنے کی طرف متوجہ ہوں گے۔

جب (دین) کی تعلیم پیش کرنی ہے تو جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے جرأت سے اور اس یقین سے پیش کی جائے کہ یہی ایک سچا اور حقیقی فلسفہ اور زندگی گزارنے کا راستہ ہے اور تقریر کا انداز مؤثر ہو تو یقیناً جاپانی قوم ایسی تعلیم سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہمارا عام طور پر یہی مشاہدہ ہے کہ جاپانی لوگ بہت جلد کسی بات سے متاثر ہو جاتے ہیں اور توجہ سے سننا ان کی ایک قومی خوبی کی طرح ہے۔

(دعوت الی اللہ) اور پیغام پہنچانے کا سب سے مؤثر ہتھیار اعلیٰ اخلاق ہیں اور اسی بات کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے توجہ دلائی ہے کہ ایسی تقاریر بے فائدہ ہوں گی جو عمل سے خالی ہوں کیونکہ یہ قوم عمل اور محنت پر یقین رکھنے والی قوم ہے اور ایسے دین حق کی طرف رغبت نہیں دکھا سکتی جس کے ماننے والے سستی اور کاہلی کا شکار ہوں، درمیانی راستہ سے کامیابی تلاش کرنے والے ہوں اور محنت کے عادی نہ ہوں۔ اس لئے اعلیٰ اخلاق جسے حضور نے عملی .... قرار دیا ہے اس قوم کو متاثر کرنے اور (دین) کا پیغام پہنچانے کے لئے بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ قوم ایک نمونہ کی محتاج ہے۔ جاپانیوں کی تاریخ میں ایسے کسی مذہبی مصلح یا راہنما کا تصور موجود نہیں جو نبی ہو یا انبیاء کی طرح تعلیم دیتا ہو۔ جن مذہبی بزرگوں نے جاپانیوں کو اخلاقی تعلیم سکھائی ہے انہیں آج بھی بہت اچھے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک شاندار اصول حضور نے یہ پیش فرمایا ہے کہ (دین) کی تعلیم اور پیغام کو مکمل اور جامع کرنے کے خیال سے خوامخواہ کے فلسفوں میں نہ الجھا جائے۔ بلکہ آسان اور سادہ رنگ میں دینی خوبیاں ان لوگوں تک پہنچائی جائیں اور (دعوت الی اللہ) میں سادگی ہو۔ پس یہ بھی ایک ایسا طریق ہے جو (دعوت الی اللہ) میدان میں کامیابی کا اصول بن سکتا ہے۔

2007ء میں جاپان کے مقبول ترین اور دنیا کے سب سے کثیر الاشاعت اخبار 'ڈیلی یومی اوری' Daily Yomiuri نے ایک جائزہ شائع کیا جس میں خوشگوار زندگی کے لئے مذہب کی ضرورت کے بارہ میں سوال کیا گیا تھا تو 35% لوگوں نے ہاں جبکہ باقیوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاپانیوں کی اکثریت مذہب اور مذہبی تعلیم سے لاعلم ہے جس وجہ سے ان کا فوری جواب نفی میں ملا۔ کیونکہ انہی اخبارات کا جائزہ بتاتے ہیں باوجود معاشی خوشحالی کہ جاپانی نہ خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں نہ ذہنی طور پر مطمئن ہیں۔ جس کی ایک مثال جاپان میں بڑھتا ہوا خودکشی کا رجحان ہے۔ سالانہ 30 ہزار خودکشی کرنے والے جاپانی اس بات کے گواہ ہیں کہ 30 ہزار سے زیادہ جاپانی گھرانے کرب اور اذیت میں اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ مذہب کو ماننے والے ممالک میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

پس جاپانی لوگوں تک دین کا پیغام پہنچانا یقیناً ایک مشکل کام ہے، خاص طور پر ان حالات میں جب ہزاروں عیسائی پادری اور چرچز کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود اپنی کوششوں کو ضائع خیال کر رہے ہیں، بدھ ازم قبول کرنے کے باوجود شنٹو کے اثرات جاپانی مزاج سے نہیں نکل سکے۔ اور جہاں (دین) جلد ہی چین اور انڈونیشا کے لوگوں نے قبول کر لیا وہاں اس کو جاپان میں داخلہ کیلئے انیسویں صدی تک انتظار کرنا پڑا اور عیسائیت نے بھی سخت جدوجہد کی حتیٰ کہ بہت سارے عیسائی ان کوششوں کے نتیجہ میں جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور انہیں عیسائی تاریخ اپنے مقدس شہداء کے نام سے یاد کرتی ہے۔

ہمیں اس یقین اور عزم کے ساتھ دعوت الی اللہ کی کوششوں کو جاری رکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود نے ہمیں عزم اور حوصلہ سے نوازا ہے کہ اگر (دینی) تعلیم کو جامع رنگ میں اور جاپانی زبان میں صحیح شکل میں ان لوگوں تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے تو یقیناً دعوت الی اللہ کے لیے حائل تمام روکیں دور ہو جائیں گی۔ انشاءاللہ

جب اللہ کا فضل ہو

مرزا غلام نبی چغتائی صاحب نماز باجماعت کے سختی سے پابند تھے۔ اس ارشاد نبویؐ کے مطابق کہ مومن کا دل خدا کے گھر میں اٹکا رہتا ہے۔ آپ ایمان کے اعلیٰ درجہ پر قائم تھے۔ بیت احمدیہ پورن نگر سیالکوٹ کے امام الصلوٰۃ تھے۔ آپ نے اس بیت کی تعمیر میں بھی خاص حصہ لیا تھا۔

سنایا کرتے تھے کہ ابھی اوائل جوانی کا زمانہ تھا اور یہ قبول احمدیت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ڈپٹی نذیر احمد کی مشہور کتاب ''توبۃ النصوح'' پڑھی۔ اس کتاب نے دل پر بہت اثر کیا۔ اسی وقت وضو کر کے غسل کیا اور اجلے کپڑے پہنے اور خود بھی توبۃ النصوح کی توفیق پائی۔ پھر اس توبہ کے عہد کو خوب نبھایا۔ اللہ تعالیٰ نے یوں اجر دیا کہ احمدیت کی نعمت سے متمتع ہوئے اور اس چشمۂ فیض سے خوب خوب ہی سیراب ہوئے۔

1911ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق ملی۔ سنایا کرتے تھے کہ جب میں بیعت کر رہا تھا تو جذبات کی شدت سے میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ایک صاحبزادے غالباً عبدالحی صاحب مرحوم پاس ہی کھڑے تھے۔ حضور سے کہنے لگے کہ ابا! یہ کل تو بڑا چڑھ چڑھ کر باتیں کرتا تھا اور اب روتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں بیٹا! جب اللہ کا فضل ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

(الفضل 24 جولائی 1977ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

دعائیہ تقریب

محترم مولوی محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب سلسلہ کے قدیم خادم ہیں۔ آپ 6 جون 1914ء کو قادیان کے قریب واقع گاؤں بھامبڑی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے 28 سال تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور استاد اور 50 سال صدر محلّہ دارالنصر غربی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے شاگرد ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے خدمت دین سے معمور آپ کی سو سالہ زندگی پر شکرانہ کے طور پر ایک تقریب منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ جس کے محرک مکرم محمد زکریا ورک صاحب کینیڈا تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے انہوں نے 100 سال کی مناسبت سے سو ہزار روپے اپنے بزرگ استاد کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے اکٹھے کئے۔ ایک چورقہ باتصور سوونیئر بھی شائع کیا گیا جس میں مکرم مولوی صاحب کے حالات اور خدمات کا ذکر تھا۔

31 مئی 2014ء کو بعد نماز عصر 6 بجے دفتر صدر عمومی ربوہ میں اس سلسلہ میں ایک دعائیہ تقریب منعقد کی گئی جس کے منتظم مکرم منیر احمد منیب صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ تھے۔ تلاوت کے بعد انہوں نے اس تقریب کا پس منظر بیان کیا۔ مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب نے منظوم سپاسنامہ پیش کیا۔ محترم منیر احمد منیب صاحب نے شاگردوں کی طرف سے جمع شدہ رقم اور تحائف مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ بعدازاں محترم مولوی صاحب نے شاگردوں کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کی درخواست کی اور انہیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی نصیحت کی۔ نیز بلند آواز میں حضرت مسیح موعود کا قصیدہ بھی سنایا۔ آخر پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے دعا کروائی اور پھر حاضرین میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی عمر اور صحت میں برکت دے اور مزید خدمات بجالانے کی توفیق دے۔ آمین

ولادت

مکرم میجر (ر) محمد یوسف خان صاحب اسلام آباد تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی مکرمہ ساجدہ مریم صاحبہ اہلیہ محترم مبشر منصور ملک صاحب سڈنی آسٹریلیا کو خدا تعالیٰ نے شادی کے 6 سال بعد بیٹی مہ روش منصور 14/اپریل 2014ء کو عطا کی ہے۔ نومولودہ کے والد محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب مرحوم آف سانگلہ ہل کے پوتے اور محترم ملک نصیر احمد صاحب شہید وہاڑی کے نواسے ہیں۔ جبکہ نومولودہ کی والدہ مکرم ملک محمد یونس خان صاحب مرحوم ایس ایس پی اسلام آباد کی پوتی اور مکرم محمد اقبال پراچہ صاحب مرحوم آف سرگودھا کی نواسی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو خدمت دین کی توفیق پانے والی، فعال دراز عمر والی اور قرۃ العین بنائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم انوار احمد انوار صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ حافظہ نداء النصر صاحبہ واقفہ نو کی شادی کی تقریب مورخہ 4/اپریل 2014ء کو لان دفاتر انصاراللہ پاکستان میں ہوئی۔ اس موقع پر دعا مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے کروائی۔ اس سے قبل نکاح کا اعلان 30 دسمبر 2013ء کو مکرم ڈاکٹر سلیمان شفیق صاحب ابن مکرم شفیق احمد گھمن صاحب کے ساتھ ہوا تھا۔ دلہن مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب سابق نائب امیر ضلع ساہیوال کی پوتی اور مکرم صوفی خدا بخش صاحب زیروی سابق ناظم مال وقف جدید کی نواسی ہے۔ دلہا مکرم محمد صدیق صاحب گھمن مرحوم کا پوتا اور مکرم قاضی افتخار احمد صاحب کا نواسہ اور ننھیال کی طرف سے حضرت میاں فضل الٰہی صاحب اور حضرت میاں عظیم اللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں اور جماعت کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ہارون الرشید فرخ صاحب مربی سلسلہ منڈی بہاؤالدین تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے سسر محترم محمد شفیع صاحب ابن مکرم عبدالغفور صاحب ساکن کینال پارک گلبرگ II لاہور مورخہ 27 مئی 2014ء کو بقضائے الٰہی 69 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ ان کی نماز جنازہ 28 مئی ء کو محترم عبدالمغنی زاہد صاحب مربی ضلع لاہور نے بیت الفضل گلبرگ لاہور میں بعد نماز مغرب پڑھائی۔ ہانڈو گجر میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحوم ملنسار اور خوش مزاج انسان تھے۔ اہل محلّہ اور خاندان بھر کے ہر فرد کی غمی خوشی میں لازمی شامل ہوئے خواہ کتنی ہی تکلیف اٹھا کر جانا پڑے۔ اس وجہ سے ہردلعزیز تھے۔ مرحوم کی 5 بیٹیاں اور 2 بیٹے ہیں۔ مرحوم نے تمام عمر اپنی کسی بیٹی کو کبھی ڈانٹا تک نہیں۔ مرحوم نے سوگوار ان میں بیوہ مکرمہ شہناز بیگم صاحبہ کے علاوہ 5 بیٹیاں مکرمہ رفعت جبیں صاحبہ اہلیہ خاکسار، مکرمہ عفت ارشد صاحبہ بیلجیئم، مکرمہ رضوانہ تنویر صاحبہ لندن، مکرمہ عائشہ ابراہیم صاحبہ کینیڈا اور مکرمہ ثوبیہ سلمان صاحبہ لندن اور 2 بیٹے مکرم محمد علی صاحب اور مکرم بلال احمد صاحب چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے کے علاوہ باقی سب بچے شادی شدہ ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرماتے ہوئے اپنی نعمتوں والی جنتوں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرمہ سیدہ امۃ الکریم سولنگی صاحبہ زوجہ مکرم سید مجید احمد صاحب سولنگی دارالعلوم شرقی مسرور ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

خاکسار کی پیاری بیٹی مکرمہ فائقہ مجید سولنگی صاحبہ زوجہ مکرم اعظم خان صاحب ملائشیا بعمر 26 سال بقضائے الٰہی مورخہ 22 مئی 2014ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ مرحومہ محترم سید سلیمان شاہ صاحب مرحوم کی نواسی اور محترم نذیر احمد سولنگی صاحب مرحوم کی پوتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ نماز جنازہ بیت المبارک میں 24 مئی کو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نائب صدر اول مجلس انصاراللہ پاکستان نے دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرماوے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

المناک حادثہ

مکرم طارق محمود صاحب سیکرٹری مال دارالصدر غربی لطیف ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے مکرم مبرور احمد صاحب ولد مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب صدر جماعت لبے ضلع سیالکوٹ کو 13 مئی 2014ء کو موٹر سائیکل حادثہ کی وجہ سے سر پر شدید چوٹ آئی۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے مولا حقیقی سے جاملے۔ تین سال پہلے مرحوم کے دادا مکرم صوفی منظور احمد صاحب بھی موٹر سائیکل حادثے میں وفات پاچکے ہیں۔ مرحوم بھی اپنے گاؤں کے صدر جماعت تھے۔ نہایت مخلص گھرانہ ہے۔ اپنی جگہ پر بیت الذکر بھی تعمیر کروائی ساتھ مربی ہاؤس بنوایا اور باقاعدہ مربی ہاؤس کی تمام ذمہ داری اس گھر نے اکیلے خوشی سے پوری کی اور کررہے ہیں۔ مرحوم کے ایک بھائی جامعہ احمدیہ کے طالب علم ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین اور تمام عزیز واقارب کو غم کی اس گھڑی میں اپنی جناب سے صبر جمیل عطا فرمائے اور اس غم کو برداشت کرنے کی خاص ہمت حوصلہ عطا فرمائے۔ نیز مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں بلند مقام عطا کرے۔ آمین

جلسہ یوم خلافت

مکرم عبدالمجید زاہد صاحب قائمقام صدر جماعت احمدیہ کنری ضلع عمرکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کنری ضلع عمرکوٹ کو مورخہ 27 مئی 2014ء بعد نماز مغرب جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم حافظ عطاء الکریم صاحب نے عنوان خلیفہ خدا بناتا ہے پر تقریر کی اور مکرم گلزار احمد نگری صاحب مربی سلسلہ نے عنوان ''خلافت عطیہ خداوندی'' پر اظہار خیال کیا آخر میں خاکسار نے خلافت کی برکات حاضرین کے سامنے پیش کیں۔ اس بابرکت دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا۔

اس طرح لجنہ اماء اللہ کنری نے بھی بعد نماز عصر جلسہ یوم خلافت منعقد کیا۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ضلع عمرکوٹ نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ اجلاس میں خلافت کی برکات اور خلافت احمدیہ اور اس کے مخالفین کے عنوانات پر مقررین نے تقاریر کیں۔ لجنہ کے جلسہ میں لجنہ وناصرات اور بچگان کی کل حاضری 385 رہی اور مردوں کے اجلاس میں کل حاضری 287 رہی۔ جلسہ کے اختتام پر شاملین کی خدمت میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج پیدا کرے اور احباب جماعت کو ہمیشہ خلافت سے محبت اور اطاعت گزاری کی توفیق دے۔ آمین

ضرورت ہے

ایمان دار، صحت منداور محنتی کارکن کی ضرورت ہے۔
تعلیم کم ازکم میٹرک عمر 50-30 سال صدر صاحب جماعت محلّہ کی تصدیق کے ساتھ فوری رابطہ کریں
عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور
محلّہ رحمٰن کالونی ربوہ
فون نمبر: 047-6211399

گوندل کے ساتھ پچاس سال

★ گوندل کراکری سے گوندل بینکوئیٹ ہال
★ ترقی معیار اور خدمت کی گولڈن جوبلی
بکنگ آفس: گوندل کیٹرنگ گولبازار ربوہ
ہال: سرگودھا روڈ ربوہ
فون: 0300-7709458,0301-7979258, 6212758

بقیہ از صفحہ 2

سے براہِ راست تعلق رکھنا۔

س: مکرم محمود احمد صاحب کے کن اوصاف کا ضمن مکرم ملک اکرم صاحب مربی سلسلہ نے بیان کیا؟

ج: مکرم ملک اکرم صاحب کہتے ہیں کہ جامعہ میں طالب علمی کے دور میں خاکسار نے ان کے ہمراہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت راولپنڈی کی مجلس کا دورہ کیا۔ انہوں نے ہر مجلس میں مختلف تقریر کی۔ نہایت باریک بین زیرک معاملہ فہم انسان تھے۔ انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ نہایت شفیق اور محبت کرنے والی ہستی تھی۔ خود بھی محنتی تھے اور عاملہ سے بھی محنت کی توقع رکھتے تھے۔

س: مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن نے محمود احمد صاحب کا ذکر کن الفاظ میں کیا؟

ج: مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن لکھتے ہیں کہ نہایت مخلص دیندار خاکسار اور بے ریا انسان تھے۔ خلافت سے محبت اور اطاعت سرفہرست تھی۔

س: مکرم محمود احمد صاحب کی جماعتی خدمات بیان کریں؟

ج: فرمایا! ان کی جماعتی خدمات جو ہیں زعامت ناصر ہوسٹل، مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ 79-1977، صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ 80-1979ء سے 89-1988 تک، شعبہ اصلاح و ارشاد، ، مرکزی شعبہ سمعی بصری کا قیام عمل میں آیا تو نومبر 1983ء میں اس کی نگرانی آپ ہی کے سپرد ہوئی۔ 1984ء میں بطور وکیل سمعی بصری تحریک جدید اور 28 جون 1991ء سے لے کر تا دم آخر آسٹریلیا کے امیر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔

س: حضور انور نے محمود احمد صاحب کے اوصاف کا ذکر کن الفاظ میں بیان فرمایا؟

ج: یقیناً بے نفس اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جماعت کی خدمت کرنے والے بزرگ تھے۔ نہ اپنی صحت کی پرواہ کی نہ کسی روک کو جماعتی کام میں سامنے آنے دیا۔ میرے گزشتہ دورہ آسٹریلیا کے دوران باوجود اس کے کہ انتہائی تکلیف میں تھے ہر کام کی نگرانی کرتے رہے۔ اپنی فکر بھول کر میری فکر تھی کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور تمام پروگرام باحسن ہو جائیں۔ ...... میں نے خدام الاحمدیہ میں بھی ان کے ماتحت کام کیا ہے۔ بڑے کھلے ہاتھ سے اپنے ماتحتوں سے کام لیا کرتے تھے کام کرنے کا ان کو موقع دیتے تھے اور پھر قدردانی بھی کیا کرتے تھے۔ اور خلافت کے بھی ایسے سلطان نصیر، جس کی مثالیں کم کم ملتی ہیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 7 جون

طلوع فجر	3:23
طلوع آفتاب	5:00
زوال آفتاب	12:07
غروب آفتاب	7:14

حامد ڈینٹل لیب (ڈینٹل ہائیجنسٹ)
یادگار روڈ بالمقابل دفتر انصار اللہ ربوہ
جراثیم سے پاک آلات اور جدید طریقہ طرز پر علاج کروائیں
رابطہ: 0345-9026660

پرنٹ لان کی بے شمار ورائٹی انتہائی کم ریٹ پر دستیاب ہیں
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
0476-213155

وردہ فیبرکس
لان 3P، 4P کرنکل دوپٹہ۔ بوتیک شرٹس، نیز لان کی تمام ورائٹی پر سیل جاری ہے آئیں اور فائدہ اٹھائیں
لان شرٹ =/220 روپے
بوتیک شرٹس اپنے تیار کردہ ڈیزائن کے ساتھ 450 روپے میں حاصل کریں۔
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362

فلیٹ کرایہ کے لئے خالی ہے
F-10 مرکز اسلام آباد میں 3 بیڈ رومز، ڈرائنگ، ڈائننگ، TV لاؤنج، سرونٹ کوارٹر، مکمل ایئر کنڈیشنڈ Centeraly Heated و مکمل فرنشڈ فلیٹ کرایہ کیلئے خالی ہے۔
برائے رابطہ: 03336710728

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

7 جون سے گرینڈ سیل میلہ
نئی ورائٹی۔ نئے ڈیزائن۔ نیا ٹرینڈ
یہ سب کچھ اب سیل میں ملے گا
لڑکوں، مردانہ اور زنانہ ورائٹی پر سیل کا آغاز
مس کولیکشن
اقصیٰ روڈ ربوہ

FR-10